مقیم مکہ کے لئے منیٰ میں قصر نماز

حضرت مولانا عبدالمجید صاحب لدھیانوی مدظلہ
شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ باب العلوم، کہروڑ پکا

سوال:

حج کے دوران اہلِ مکہ منیٰ میں جاکر نماز ظہر، عصر اور عشاء میں قصر کریں گے یا پوری نماز پڑھیں گے؟

جواب:

اہل مکہ منیٰ میں قصر نہیں کریں گے، بلکہ اتمام کریں گے، یعنی پوری چار رکعت پڑھیں گے۔ یہ مسئلہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ اور آثار صحابہؓ وتابعینؒ سے ثابت ہے، ذیل میں وہ احادیث وآثار ملاحظہ کیجئے۔

حدیث نمبر۱:

”عن أبی نضرةؒ قال: سأل شاب عمران بن حصینؓ عن صلاة رسول الله ﷺ فی السفر فقال: إنَّ هذا الفتی سألنی عن صلاة رسول الله ﷺ فی السفر، فاحفظوهن عنی، ما سافرت مع رسول الله ﷺ سفرا قط إلا صلی رکعتین، حتی یرجع وشهدت معه حُنیناً والطائف، فکان یصلی رکعتین، ثم حججت معه واعتمرت فصلی رکعتین، ثم قال: یا أهل مکة! أتموا الصلاة، فإنا قوم سفر، ثم حججت مع أبی بکرؓ واعتمرت، فصلی رکعتین، ثم قال: یا أهل مکة! أتموا الصلاة فإنا قوم سفر، ثم حججت مع عمرؓ واعتمرت فصلی رکعتین، ثم قال: یا أهل مکة! أتموا الصلاة، فإنا قوم سفر“. (مسند طیالسی، ج:۲، ص:۱۸۹. السنن الکبریٰ للبیهقی

ج:۳،ص:۱۳۵۔المأثور للشافعیؒ ج:۱،ص:۱۲)

ترجمہ:۔''ابونضرہؒ سے روایت ہے کہ ایک نوجوان نے حضرت عمران بن حصینؓ سے رسول اللہ ﷺ کی سفری نماز کے متعلق سوال کیا۔حضرت عمران بن حصینؓ نے کہا: اس نوجوان نے مجھ سے رسول اللہ ﷺ کی سفری نماز کے متعلق سوال کیا ہے، میری طرف سے جو اس کا جواب ہے، اس کو محفوظ کرلو۔ میں نے جب بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کیا ہے تو آپ ﷺ سفر سے واپس آنے تک دو رکعتیں پڑھتے تھے، میں حنین اور طائف میں آپ ﷺ کے ساتھ حاضر تھا، آپ ﷺ دو رکعتیں پڑھتے تھے، پھر میں نے آپ ﷺ کے ساتھ حج وعمرہ کیا، آپ ﷺ نے دو رکعتیں پڑھ کر اعلان کیا: اے اہل مکہ! ہم لوگ مسافر ہیں، تم اپنی نماز پوری کرلو۔ پھر میں نے حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ حج وعمرہ کیا تو حضرت ابوبکرؓ نے بھی دو رکعتیں پڑھ کر اعلان کیا: اے اہل مکہ! ہم لوگ مسافر ہیں، تم اپنی نماز پوری کرلو۔ پھر میں نے حضرت عمرؓ کے ساتھ حج وعمرہ کیا، حضرت عمرؓ نے بھی دو رکعتیں پڑھ کر اعلان کیا: اے اہل مکہ! ہم لوگ مسافر ہیں، تم اپنی نماز پوری کرلو''۔

جب رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں دو رکعتیں پڑھا کر اہل مکہ کو حکم دیا کہ ہم لوگ مسافر ہیں، تم اپنی نماز پوری کرلو، پھر آپ ﷺ کے بعد دو خلفاء راشدینؓ نے بھی اپنی اپنی خلافت میں حج کے موقع پر یہی حکم دیا، تو اس واضح اعلان کے بعد اہل مکہ کے لئے اتمام والا حکم متعین ہوگیا اور ان کے حق میں نماز کا اتمام اصل حکم قرار پایا، لہذا منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں اتمام کے لئے یہی پہلا حکم کافی ہے۔ ہر مقام میں اہل مکہ کے اتمامِ نماز کے لئے نئے اعلان اور نئے حکم کی ضرورت نہیں۔ ہاں البتہ! اگر منیٰ میں آنے کے بعد اہلِ مکہ کا حکم بدل جاتا ہے، یعنی اب وہ پہلے اعلان اور پہلے حکم کے مطابق نماز میں اتمام نہیں کریں گے، بلکہ اتمام کو ترک کرکے اس کی جگہ نماز میں قصر کریں گے، تو پہلے حکم کے ترک اور اس کے متبادل قصر والے حکم پر عمل کرنے کے لئے اتمام والے صریح حکم کی طرح قصر کا صریح حکم ہونا چاہئے کہ اے اہل مکہ! تم منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں قصر کرو۔ اس کے بغیر منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں اہل مکہ کے لئے اتمام والے واضح اور صریح حکم کو چھوڑ کر قصر نماز پڑھنے کا کوئی جواز نہیں، یا کم از کم یہ ثابت کیا جائے کہ حجۃ الوداع میں یا خلافت صدیقی میں یا خلافت فاروقی میں اہل مکہ اتمام والے حکم کے باوجود منیٰ میں دو رکعت کے بعد سلام پھیر دیتے تھے اور اتمام نہیں کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ اور خلفاء راشدینؓ پتہ چل جانے کے باوجود ان کو قصر کرنے سے منع نہیں کرتے تھے، بلکہ اس پر خاموش رہتے، لیکن کسی حدیث میں بھی اہل مکہ کے لئے منیٰ میں قصر کرنے کا نہ صریح حکم ہے اور نہ ہی اہلِ مکہ کے دو رکعت پر سلام پھیرنے

اور اتمام نہ کرنے پر آگاہ ہوجانے کے باوجود رسول اللہ ﷺ اور خلفاء راشدینؓ کے سکوت کرنے اور خاموش رہنے کا کوئی ثبوت ہے، ایسی صورت میں اہل مکہ کے لئے منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں اسی پہلے حکم پر عمل کرنا ہی ضروری ہے۔

تائید:۱

الامام، المحدث، سنن ابی داؤد کے شارح ابوسلیمان احمد بن محمد الخطابی (م ۳۸۸ھ) منیٰ میں اہلِ مکہ کے لئے قصر ہے یا اتمام؟ اس پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ولعلّه لو سأل رسول الله ﷺ عن صلوته لأمره بالإتمام وقد يترك رسول الله ﷺ بيان بعض الأمور في بعض المواطن اقتصاراً على ما تقدم من البيان السابق خصوصاً في مثل هذا الأمر الذي هو من العلم الظاهر العام وكان عمر بن الخطابؓ يصلي بهم ، فيقصر فإذا سلم التفت ، فقال أتموا يا أهل مكة! فإنا قوم سفر'' (معالم السنن شرح سنن ابی داؤد، ج:۲،ص:۴۱۴)

یعنی جب رسول اللہ ﷺ کسی مسئلہ کے بارے میں پہلے وضاحت فرما ہوچکے ہوتے تو بعض مواقع میں آپ اس مسئلہ کے متعلق اپنے اسی پہلے بیان پر اکتفاء کرتے اور نئے سرے سے وضاحت نہ فرماتے، خصوصاً ایسا عام مسئلہ جس کو عام مسلمان بھی جانتے ہوں (تو اس کے لئے دوبارہ وضاحت کی ضرورت ہی کیا ہے؟) اور شاید اگر آپ ﷺ سے کوئی پوچھ لیتا تو آپ اس کو اتمام کا حکم دے بھی دیتے اور حضرت عمرؓ (منیٰ میں) لوگوں کو نماز پڑھاتے تو سلام کے بعد ان کی طرف متوجہ ہوکر فرماتے: اے اہل مکہ! ہم لوگ مسافر ہیں، تم اپنی نماز پوری کرلو۔ (ہم اس اثر کو آگے جاکر پوری سند کے ساتھ نقل کریں گے۔ انشاء اللہ)

تائید:۲

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کہتے ہیں:

''إن الترمذيّ روى من حديث عمران بن حصينؓ أنه كان يصلي بمكة ركعتين ويقول: يا أهل مكة ! أتموا، فإناقوم سفر وكأنه ترك إعلامهم بذالك استغناءً بما تقدم بمكة''. (فتح الباری، ج:۲،ص:۵۶۷)

ترجمہ:۔ ''امام ترمذیؒ نے عمران بن حصینؓ کی مرفوع حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں دو رکعتیں نماز پڑھا کر فرماتے: اے اہل مکہ! ہم لوگ مسافر ہیں، تم اپنی نماز پوری کرلو، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں اہلِ مکہ کے لئے اتمام کا اعلان کردیا تھا، اس لئے منیٰ میں اس اعلان کی ضرورت محسوس نہ کی۔

(نوٹ: ترمذی کے موجودہ پاکستانی نسخوں میں اعلان والا حصہ نہیں ہے، ممکن ہے حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کے نسخہ میں یہ زیادتی موجود ہو، تبھی انہوں نے فتح الباری میں اس کو نقل کیا ہے)

تائید:۳

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:

''ویمکن أن یتمسک بعموم لفظ روایة الطیالسی ومن طریقه البیهقیؒ من حدیث عمران بن حصینؓ ففیه ، ثم حججت معه واعتمرت فصلی رکعتین ، فقال: یا أهل مکة ! أتموا الصلوة ، فإنا قوم سفر''.

(التلخیص الحبیر، ج:۲، ص:۵۴۵)

خلاصہ یہ ہے کہ مسند طیالسی اور سنن بیہقی کی حدیث میں ہے، حضرت عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں کہ میں حج وعمرہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، آپ ﷺ نے دو رکعتیں پڑھا کر فرمایا: اے اہل مکہ! ہم مسافر ہیں، تم نماز پوری کرلو۔ آپ ﷺ نے عام الفاظ کے ساتھ اعلان فرمایا ہے، مناسک حج میں سے کسی ایک جگہ کے ساتھ اس حکم کو مختص نہیں کیا، تو عین ممکن ہے کہ آپ ﷺ کا یہ اعلان مکہ، منیٰ، عرفات اور مزدلفہ سب مناسک حج کے لئے ہو، لہذا ان سب مقامات میں اہل مکہ اس اعلان کے بموجب پوری نماز پڑھیں گے اور ہر مقام میں نئے اعلان کی ضرورت نہیں۔

تائید:۴

عرب کے نامور محقق علامہ شنقیطی لکھتے ہیں:

''وأما أهل مکة فأصح الأقوال أنهم لایقصرون؛ لأن النبی ﷺ أمر أهل مکة بقوله أتموا الصلوة فإنا قوم سفر وسکت فی المشاعر عن أمرهم بالإتمام لسبق التنبیه لهم علی ذلک''. (شرح زاد المستقنع للشنقیطی، ج:۱۶، ص:۳۹، ج:۵۷، ص:۲۰)

ترجمہ:۔''بہرکیف! اہل مکہ کے بارے میں صحیح ترین قول یہ ہے کہ وہ (منیٰ اور عرفات میں) قصر نہ کریں، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اہل مکہ کو حکم دیا کہ ہم لوگ مسافر ہیں، تم اپنی نماز پوری کرلو۔ لیکن دوسرے مقامات حج (منیٰ، عرفات اور مزدلفہ) میں اتمام کے حکم سے اس لئے سکوت کیا اور خاموشی فرمائی کہ آپ اہل مکہ کو پہلے اس پر متنبہ کرچکے تھے۔

حدیث۴:

''عن أبی نضرةؒ ان عمران بن حصینؓ قال: ما سافر رسول الله ﷺ سفرا

إلا صلى ركعتين، حتى يرجع ويقول: يا أهل مكة! قوموا فصلوا ركعتين، فانا سفر". (السنن الکبریٰ للبیہقی ج:۳،ص:۱۵۳)

ترجمہ:۔ "ابونضرہؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمران بن حصینؓ نے کہا کہ آپ ﷺ نے جب بھی (مکہ کی جانب) سفر کیا، اس میں واپس آنے تک آپ ﷺ صرف دو رکعتیں پڑھاتے اور یہ اعلان کرتے، اے اہل مکہ! ہم مسافر ہیں، تم اپنی نماز پوری کرلو"۔

اس حدیث میں "سفرا" نکرہ تحت نفی ہے جو اپنے عموم کی وجہ سے سفرِ حج اور دیگر تمام اسفار مکہ کو شامل ہے، پس اس میں حجۃ الوداع کے سفر میں بھی یقیناً یہ اعلان کیا ہوگا اور یہی اعلان منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں اتمام کرنے کے لئے کافی ہے اور اگر اس اعلان کے بعد منیٰ میں اہل مکہ کے لئے نماز میں قصر کرنے کا نیا حکم ہے اور اس قصر والے نئے حکم کے لئے منیٰ میں نئے اعلان کی کوئی صریح حدیث پیش کی جائے یا پھر یہ ثابت کیا جائے کہ منیٰ میں اہل مکہ دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیتے تھے اور رسول اللہ ﷺ اور خلفاء راشدینؓ اہل مکہ کے اس فعل کو جاننے کے باوجود خاموش رہتے تھے، لیکن یہ دونوں باتیں ضعیف سے ضعیف حدیث سے بھی ثابت نہیں کی جاسکتیں۔ جب منیٰ میں اہل مکہ کے لئے قصر کا حکم ثابت نہیں ہوسکتا تو اہل مکہ اتمام والے پہلے حکم کے مطابق تمام مقاماتِ حج میں نماز پوری پڑھیں گے۔

فائدہ:

حضرت عمران بن حصینؓ کی مذکورہ بالا حدیث کی سند میں علی بن زید بن جدعان راوی ہے، جس کی وجہ سے اس حدیث کو ضعیف کہا گیا ہے، لیکن محدثین حضرات کے قواعد کا لحاظ کیا جائے تو یہ حدیث ضعیف نہیں، بلکہ حدیثِ حسن ہے، بلکہ صحیح اور متواتر ہے۔ محدثین عظام کے وہ اصول وقواعد ملاحظہ کیجئے اور ان کی روشنی میں اس حدیث کا درجہ متعین کیجئے۔

اصل اول:

جس حدیث کی صحت وضعف میں محدثین کا اختلاف ہو، بعض اس حدیث کو صحیح کہتے ہوں اور بعض ضعیف، تو وہ حدیث حسن ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر کسی راوی کے ثقہ وضعیف ہونے میں محدثین کا اختلاف ہو، بعض محدثین اس کو ثقہ قرار دیں اور بعض ضعیف تو وہ راوی حسن الحدیث ہوتا ہے، یعنی اس کی روایت کردہ حدیث محدثین کے نزدیک حدیث حسن کے حکم میں شمار ہوتی ہے، چنانچہ عظیم محدث الامام الحافظ عبدالعظیم المنذریؒ لکھتے ہیں:

"اذاكان رواة إسناد الحديث ثقاةً وفيهم من اختلف فيه إسناده حسن".

(مقدمۃ الترغیب والترہیب، ج:۱،ص:۳۷)

ترجمہ:......''جب حدیث کے راوی ثقہ ہوں، لیکن ان میں ایسا راوی بھی ہو جو محدثین کے درمیان مختلف فیہ ہے، تو اس حدیث کی سند حسن ہوتی ہے''۔

پھر امام منذریؒ نے کتاب میں حروف تہجی کے اعتبار سے مختلف راویوں کے نام اور ان کے بارے محدثین کے جرح اور تعدیل کے اقوال نقل کئے ہیں۔ محمد بن اسحاقؒ کے بارے دونوں طرح کے اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:'' **فهو ممن اختلف فيه وهو حسن الحديث** ''۔خلاصہ یہ ہے کہ محمد بن اسحاقؒ کے ثقہ اور ضعیف ہونے میں محدثین کا اختلاف ہے، اس لئے وہ حسن الحدیث ہے''۔

اسی طرح تہذیب التہذیب، ج:۵،ص:۲۶۰ میں حافظ ابن حجر عسقلانیؒ عبد اللہ بن صالح کاتب اللیثؒ کے متعلق لکھتے ہیں:''**قال ابن القطان هو صدوق ولم يثبت عليه ما يسقط له حديثه إلا أنه مختلف فيه ، فحديثه حسن**''. ......''یحی بن سعید قطانؒ نے فرمایا کہ عبد اللہ بن صالح صدوق ہے اور ان پر کوئی ایسی چیز ثابت نہیں جو ان کی حدیث کو ساقط کردے، لیکن یہ مختلف فیہ راوی ہے، اس لئے ان کی حدیث حسن ہے''۔

علی بن زید بن جدعان کو بھی انہوں نے الترغیب کے ج:۴،ص:۵۷۵ پر مختلف فیہ رواۃ کی فہرست میں لکھا ہے، لہذا علی بن زید بن جدعان ضعیف محض نہیں، بلکہ متکلم فیہ اور مختلف فیہ راوی ہے، ان کی ثقاہت کے متعلق محدثین کے چند اقوال ملاحظہ کیجئے:

۱......ابو سلمہ موسیٰ بن اسماعیل کہتے ہیں: میں نے حماد بن سلمہ کو کہا کہ وہیب کا خیال ہے کہ علی بن زید حدیث کا حافظ نہیں ہے۔ حماد نے جواب دیا کہ وہیب کو تو علی بن زید کی مجلس میں جانے کی ہمت ہی نہیں، وہ یہ بات کیسے کہتا ہے؟ علی بن زید کی مجلس میں تو بڑے بڑے اشراف لوگ آتے ہیں۔(الجرح والتعدیل، ج:۶،ص:۱۸۶۔ میزان الاعتدال، ج:۳،ص:۱۲۷۔ تہذیب الکمال، ج:۲۰،ص:۴۴۱)

۲......''**وكان عبد الرحمن بن مهدى يحدث عن الثورى وابن عيينة وحماد بن سلمة وحماد بن زيد عنه (ايضاً)**''.

ترجمہ۔''عبد الرحمن بن مہدی علی بن زید سے بواسطہ سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، حماد بن سلمہ، حماد بن زید احادیث بیان کرتے تھے''۔

۳......امام ذہبیؒ علی بن زید کے بارے میں لکھتے ہیں:''**الامام العالم الكبير ......وكان من أوعية العلم**'' ......''علی بن زید بڑے عالم اور امام ہیں اور علم حدیث کے حفاظ میں سے ہیں''۔(سیر اعلام النبلاء، ج:۵،ص:۲۰۶)''**احد علماء التابعين**'' . ''علماء تابعین میں ایک ہیں''(میزان الاعتدال، ج:۳،ص:۱۲۷)''**الحافظ**، یعنی حافظ الحدیث ہیں''(لسان المیزان لابن الحجر، ج:۷،ص:۳۱۱)

۴......منصور بن زاذان کہتے ہیں:''**لما مات الحسن البصرى قلنا لعلى بن زيد اجلس**

مجلسہ" (سیر اعلام النبلاء ج:۵،ص:۲۰۷۔میزان الاعتدال، ج:۳،ص:۱۲۷۔تہذیب الکمال ج:۲۰ص:۴۴۳)....."جب حسن بصریؒ کی وفات ہوگئی تو ہم نے علی بن زید سے گذارش کی کہ آپ ان کے جانشین بن جائیں"۔

۵....."عن یحی قال: هو أحب إلي من ابن عقیل ومن عاصم بن عبید الله". (میزان الاعتدال، ج:۳،ص:۱۲۸)....."یحی کہتے ہیں کہ وہ میرے نزدیک ابن عقیل اور عاصم بن عبید اللہ سے زیادہ پسندیدہ ہے"۔

۶.....ابو حاتمؒ فرماتے ہیں:"یکتب حدیثه هو أحب إلي من یزید بن أبی زیاد" (ایضا)۔"اس کی حدیث لکھی جائے گی اور وہ میرے نزدیک یزید بن ابی زیاد سے زیادہ پسندیدہ ہے"۔

۷....."وقال یعقوب بن شیبة: ثقة صالح الحدیث". (تہذیب التہذیب، ج:۷،ص:۲۸۳)..."یعقوب بن شیبہ نے کہا علی بن زید ثقہ ہیں اور علم حدیث میں بھی مقبول اور ٹھیک ہیں"۔

۸.....ابراہیم بن عبد اللہ بن جنید کہتے ہیں: میرے سامنے ایک آدمی نے یحی بن معین کو کہا: علی بن زید کا حافظہ متغیر ہوگیا تھا۔"قال: ما اختلط علی بن زید قط ثم قال یحی: حماد بن سلمه أروی عن علی بن زید"۔(تہذیب الکمال، ج:۲۰،ص:۴۴۰)....."یحی بن معین نے کہا: علی بن زید کا حافظہ ہرگز متغیر نہیں ہوا، پھر یحی بن معین نے کہا علی بن زید سے حماد بن سلمہ سب سے زیادہ احادیث نقل کرتے ہیں"۔(مطلب یہ ہے کہ اگر وہ متغیر الحافظہ ہوتے تو حماد بن سلمہ جیسے عظیم محدث ان سے اس قدر حدیثیں نقل نہ کرتے)

۹....."قال الترمذی صدوق"۔(سیر اعلام النبلاء، ج:۵،ص:۲۰۶،میزان الاعتدال، ج:۳،ص:۱۲۹۔ تہذیب الکمال، ج:۲،ص:۴۳۹۔ تہذیب التہذیب، ج:۷،ص:۲۸۳)
ترجمہ:....."امام ترمذیؒ کہتے ہیں: علی بن زید صدوق ہے"۔

سنن ترمذی میں علی بن زید کی چند حدیثوں کا مرتبہ ملاحظہ کیجئے:

۱	سنن ترمذی ج:۱،ص:۳۰	باب ماجاء إذا التقی الختانان	حدیث حسن صحیح
۲	......ج:۱،ص:۱۲۳	باب ماجاء فی التقصیر فی السفر	حدیث صحیح
۳	......ج:۱،ص:۲۱۷	باب ماجاء یحرم من الرضاع	حدیث حسن صحیح
۴	......ج:۲،ص:۵۹	باب ماجاء فی طول العمر للمؤمن	حدیث حسن صحیح
۵	......ج:۲،ص:۹۶	باب الأخذ بالسنة واجتناب البدعة	حدیث حسن غریب

۶	......ج:۲،ص:۹۹	باب ماجاء في التسليم إذا دخل بيته	حديث حسن صحيح غريب
۷	......ج:۲،ص:۱۲۸	(التفسير) من سورة البقرة	حديث حسن غريب
۸	......ج:۲،ص:۱۴۳	من سورة يونس	حديث حسن
۹	......ج:۲،ص:۲۲۸	فضل الأنصار وقريش	حديث حسن صحيح
۱۰	......ج:۱،ص:۱۳۰	باب ماذكر في الالتفات في الصلاة	حديث حسن غريب
۱۱	......ج:۱،ص:۱۵۹	باب ماجاء في فضل الصوم	حديث حسن غريب
۱۲	......ج:۲،ص:۴۱	باب ماجاء في رفع الامانة	حديث حسن صحيح
۱۳	......ج:۲،ص:۵۰	باب ماجاء في ذكر ابن صياد	حديث حسن غريب
۱۴	......ج:۲،ص:۵۱	باب ماجاء في النهي عن سب الرياح	حديث حسن غريب
۱۵	......ج:۲،ص:۱۴۶	من سورة بني إسرائيل	حديث حسن
۱۶	......ج:۲،ص:۱۴۷	....	حديث حسن
۱۷	......ج:۲،ص:۱۵۴	من سورة النمل	حديث حسن
۱۸	......ج:۲،ص:۱۵۶	من سورة الأحزاب	حديث حسن غريب
۱۹	......ج:۲،ص:۱۸۴	باب ما يقول إذا أكل طعاما	حديث حسن

اصل دوم:

جب کوئی محدث اپنے اوپر ثقہ حضرات سے روایت کرنے کا التزام کرلے تو اس کا کسی راوی سے روایت کرنا اس راوی کی توثیق ہوتی ہے، جیسا کہ جن محدثین نے اپنی کتب حدیث میں اس بات کا التزام کیا ہے کہ وہ ان کتب میں وہی حدیث درج کریں گے جو صحیح ہوگی، تو ان کتب میں کسی حدیث کا موجود ہونا اس حدیث کے صحیح ہونے کی دلیل سمجھی جاتی ہے، اسی طرح جن محدثین نے ثقہ رواۃ سے حدیث بیان کرنے کا التزام کیا تو ان کا کسی راوی سے حدیث نقل کرنا اس راوی کی توثیق سمجھی جائے گی، اس اصل کے مطابق علی بن زید کے متعلق فیصلہ کرنے کے لئے ان سے روایت کرنے والے محدثین اور ائمہ حدیث کے چند نام ملاحظہ کیجئے:

۱......امیر المؤمنین فی الحدیث شعبہؒ،۲......سفیان بن عیینہؒ،۳......سفیان ثوریؒ،۴......حماد بن سلمہؒ، ۵......عبد الوارثؒ، ۶......حماد بن زیدؒ، ۷......اسماعیل بن علیہؒ،۸......شریکؒ،۹......قتادہؒ، ۱۰......زائدہؒ،۱۱......زہیر بن مرزوقؒ،۱۲......سفیان بن حسینؒ،۱۳...... ہمام بن یحیؒ،۱۴......مبارک بن

فضالہؒ، ۱۵......ابن عونؒ، ۱۶......عبد بن سعیدؒ، ۱۷......جعفر بن سلیمانؒ، ۱۸......ہشیمؒ، ۱۹......معتمر بن سلیمانؒ۔ (سیر اعلام النبلاء، ج:۵،ص:۲۰۷۔تہذیب التہذیب، ج:۷،ص:۲۸۳) ان ائمہ حدیث میں سے حضرت شعبہؒ اور حضرت سفیان بن عیینہؒ کا التزام ہے کہ وہ صرف اور صرف ثقات سے روایت نقل کرتے ہیں۔ (مقدمۃ اعلاء السنن،ص:۱۳۲،۱۳۳) پس ان کا علی بن زید سے روایت کرنا ان کی طرف سے علی بن زید کی توثیق ہے۔

اصل سوم:

اگر کسی ضعیف السند حدیث کی اثرِ صحابیؓ سے توثیق ہوجائے تو وہ حدیث درجۂ حسن میں شمار ہوتی ہے، حضرت عمران بن حصینؓ کی زیر بحث حدیث کی حضرت عمرؓ کے اثر سے تائید ہوتی ہے، لہذا یہ

ابوطلحہ عثمان، ایم اے عربی، ایم اے علوم اسلامیہ، جھنگ

حدیث کم از کم درجۂ حسن میں ضرور ہے۔ اعلاء السنن ج:۱۰،ص:۱۴۱ میں ہے: **''والمرفوع الضعیف إذا تَأَیَّدَ بقول صحابیؓ بسند صحیح تقویٰ''**۔ترجمہ:......''اور مرفوع ضعیف حدیث کی جب صحابیؓ کے صحیح السند قول کے ساتھ تائید ہوجائے، تو وہ حدیث قوی ہوجاتی ہے''۔

اصل چہارم:

جو حدیث سنداً ضعیف ہو، لیکن وہ محدثین اور مجتہدین کے ہاں قولاً یا عملاً مقبول ہو تو وہ حدیث صحیح شمار ہوتی ہے اور اگر اس حدیث پر اجماع عملی ہو، یعنی سب صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ اور سب محدثینؒ و مجتہدینؒ کا اس پر عمل ہو تو ایسی حدیث صحیح اور متواتر بن جاتی ہے اور عملی اجماع اور عملی تواتر جیسی مضبوط دلیل کے بعد وہ حدیث اپنے ثبوت میں سند جیسی کمزور دلیل کی اور رواۃ سند کی تحقیق کی محتاج نہیں رہتی، یہی وجہ ہے کہ ہدایہ، بدائع الصنائع وغیرہ کتب فقہ میں جو احادیث نقل کی گئی ہیں، وہ چونکہ عملاً متواتر ہیں، اس لئے ان فقہاء کرامؒ نے ان حدیثوں کے ساتھ سند تحریر کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں: **''کل حدیث أجمع السلف علی قبولہ......فلاحاجۃ عن البحث من عدالۃ رواتہ''** (عقد الجید،ص:۵۲)......''ہر وہ حدیث جس کی قبولیت پر سلف کا اجماع ہو تو اس حدیث کے راویوں کی عدالت جانچنے کی کوئی ضرورت نہیں''۔

علامہ سخاویؒ فرماتے ہیں: **''إذا تلقت الأمۃ الضعیف بالقبول یعمل بہ الصحیح حتی أنہ ینزل منزلۃ التواتر''** (فتح المغیث،ص:۱۲۰)......''جب ضعیف حدیث کو امت میں شرفِ قبولیت حاصل ہوجائے تو اس پر صحیح حدیث کی طرح عمل کیا جائے گا، بلکہ وہ ضعیف حدیث، حدیث متواتر کے درجہ میں آجاتی ہے''۔

نواب صدیق حسن خانؒ: **''الا ماغلب علی ریحہ اولونہ او طعمہ''** کے بارے میں لکھتے

ہیں: ''وقد اتفق أهل الحديث على ضعف هذه الزيادة، لكنه قد وقع الإجماع على مضمونها''۔ (الروضۃ الندیۃ، ص:۵)...... ''اور محدثین کا اس زیادتی کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے، لیکن اس کے مضمون پر اجماع ہے (اس لئے حجت ہے)''۔

امام ترمذیؒ سنن ترمذی میں بعض حدیثوں کا ضعف بیان کر کے آگے لکھ دیتے ہیں: ''والعمل عليه عند أهل العلم'' یہ اس لئے کہ کسی راوی کی وجہ سے جو سند میں ضعف پیدا ہوتا ہے، اہل علم کے عمل کی وجہ سے وہ ضعف دور ہو جاتا ہے۔

سنن ترمذی کے چند مقام بطور نمونہ ملاحظہ فرمائیے:

۱......ص:۱۶، باب أن الأذنين من الرأس...... هذا حديث ليس إسناده بذاك القائم والعمل على هذا عند أكثر أهل العلم من أصحاب النبي ﷺ ومن بعدهم''۔

۲......ص:۱۳، باب فيمن يستيقظ ويرى بللا ولا يذكر احتلاما...... ضعّفه يحى بن سعيد من قبل حفظه في الحديث وهو قول غير واحد من أهل العلم من أصحاب النبي ﷺ والتابعين''۔

۳......ص:۴۸، باب في الجمع بين الصلاتين...... وهو حنش بن قيس وهو ضعيف عند أهل الحديث ضعفه أحمد وغيره والعمل على هذا عند أهل العلم''۔

۴......ص:۸۳، باب الإمام ينهض في الركعتين ناسيا...... جابر الجعفي قد ضعّفه بعض أهل العلم، تركه يحى بن سعيد وعبد الرحمن بن مهدى وغيرهما والعمل على هذا عند أهل العلم''۔

اس مذکورہ بالا اصولِ محدثین کی روشنی میں حضرت عمران بن حصینؓ کی حدیث کو دیکھا جائے تو اس حدیث میں جو اہل مکہ کے لئے مذکور ہے کہ جب مکہ میں مسافر امام نماز پڑھائے تو وہ دو رکعت پر سلام پھیرنے کے بعد اعلان کرے: ''يا اهل مكة! أتموا صلاتكم فإنا قوم سفر''...... ''اے اہل مکہ! تم اپنی نماز پوری کرلو، ہم مسافر لوگ ہیں''۔ اس پر پوری امت کا اجماع ہے، حتی کہ منیٰ میں اہل مکہ کے لئے قصر کے قائلین حضرات بھی اس اجماع میں شامل ہیں۔ اتنے مضبوط اجماع کے بعد حضرت عمرانؓ کی زیرِ بحث حدیث محدثین کے اس اصول کے مطابق صحیح اور متواتر بن جاتی ہے، پس اس حدیث کو وہی ضعیف کہے گا، جو محدثین کے مذکورہ بالا اصولوں سے جاہل یا غافل ہوگا۔

حدیث نمبر:۳

''إن عمر بن الخطابؓ لما قدم مكة صلى بهم ركعتين، ثم انصرف، فقال: يا أهل مكة! أتموا صلاتكم فإنا قوم سفر، ثم صلى عمرؓ بمنىٰ

رکعتین". (معرفة السنن والآثار للبیهقی، ج:۴،ص:۲۷۸)

ترجمہ:۔''حضرت عمر بن الخطابؓ جب مکہ میں آئے تو لوگوں کو دو رکعتیں پڑھائیں اور جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: اے اہل مکہ! ہم لوگ مسافر ہیں، تم اپنی نماز پوری کرلو''۔

حدیث نمبر:۴

''مالک عن ابن شهاب عن سعید بن المسیب ان عمر بن الخطابؓ لما قدم مکة صلی بهم رکعتین، ثم انصرف، فقال: یا أهل مکة! أتموا صلاتکم، فإنا قوم سفر، ثم صلی عمرؓ رکعتین بمنی'' .(مؤطا امام مالک، ص:۴۲۹)

ترجمہ:۔''امام مالکؒ زہریؒ سے وہ سعید بن المسیبؒ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن خطابؓ مکہ میں آئے تو لوگوں کو دو رکعتیں پڑھائیں اور جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: اے اہل مکہ! ہم لوگ مسافر ہیں، تم اپنی نماز پوری کرلو، پھر حضرت عمرؓ نے منیٰ میں دو رکعتیں پڑھائیں۔

حدیث نمبر۵:

''مالک بن زید بن أسلم عن أبیه أنّ عمر بن الخطابؓ صلی للناس بمکة رکعتین، فلما انصرف قال: یا أهل مکة ! أتموا صلاتکم، فإنا قوم سفر، ثم صلی عمرؓ رکعتین بمنی''. (مؤطا إمام مالک، ص: ۴۲۹ .شرح السنة للامام البغوی ج:۴، ص:۱۸۳، ج:۷،ص:۱۵۵ . السنن الکبریٰ للبیهقی، ج:۳،ص:۱۵۷)

ترجمہ:۔''امام مالکؒ زید بن اسلمؒ سے وہ اپنے باپ اسلمؒ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے مکہ میں لوگوں کو دو رکعتیں پڑھائیں اور جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: اے اہل مکہ! ہم لوگ مسافر ہیں، تم اپنی نماز پوری کرلو، پھر حضرت عمرؓ نے منیٰ میں دو رکعتیں پڑھائیں۔

حضرت عمرؓ نے جب مقامات حج میں سے ایک مقام میں اہل مکہ کے لئے اتمام کا اعلان کردیا تو باقی مقاماتِ حج، یعنی منیٰ وغیرہ کے لئے یہی اعلان کافی ہے، ہر جگہ نئے اعلان کی ضرورت نہیں اور اگر اہل مکہ کے لئے اتمام صلوۃ کے اس اعلان کے بعد منیٰ جاکر ان کا حکم بدل جاتا ہے، یعنی اتمام کی بجائے انہوں نے نماز میں قصر کرنی ہے، تو یہ تب ہوسکتا ہے جب درج ذیل تین چیزوں میں سے ایک چیز کی

حدیث میں صراحت موجود ہو:

۱......اہل مکہ کے لئے اتمام کے اعلان کے ساتھ منیٰ میں اہل مکہ کے لئے قصر کرنے کا اعلان کیا ہو۔

۲...... یا حضرت عمرؓ نے منیٰ میں جا کر اہل مکہ کے لئے قصر کا اعلان کیا ہو۔

۳...... یا اہل مکہ نے دو رکعت کے بعد سلام پھیر دیا ہو اور حضرت عمرؓ اُن کے اس عمل کو جاننے کے باوجود اس پر خاموش رہے۔

لیکن یہ تین امور کسی ضعیف ترین حدیث سے بھی ثابت نہیں اور جب یہ ثابت نہیں تو منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں اہل مکہ کے لئے وہی حکم ہوگا جس کا ان کے لئے پہلے اعلان کیا گیا ہے۔

تائید نمبر:۱

امام شافعیؒ نے حضرت عمرؓ کی اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا:

''وقد یکون إن قال لھم بمکة فقنع بالقول الاول عن القول الأخر لأنه لما أعلمھم أن فرضه غیر فرضھم وان علیھم الإتمام وله التقصیر، کان ذلک عندھم مجزیا فی الموطنین جمیعا. ولعله أن یکون قد قاله ولم یحفظ عنه''. (معرفة السنن والآثار للبیھقی، ج:۲،ص:۲۷۹)

ترجمہ:۔''عین ممکن ہے کہ حضرت عمرؓ نے جو مکہ میں اعلان کیا تو اسی پر قناعت کرنے کی وجہ سے دوبارہ اعلان کرنے کی ضرورت محسوس نہ کی، کیونکہ جب ان کو حضرت عمرؓ نے بتادیا کہ ان کے فرض اور حضرت عمرؓ کے فرض میں فرق ہے، ان پر اتمام لازم ہے اور حضرت عمرؓ کے لئے نماز میں قصر کرنے کا حکم ہے، تو یہی اعلان ان کے لئے دونوں جگہوں میں کافی ہے۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ شاید حضرت عمرؓ نے منیٰ میں اتمام کا اعلان کیا ہو، لیکن راوی کو بیان کرتے وقت یاد نہ رہا ہو''۔

تائید نمبر:۲

صحیح البخاری کے شارح ابن بطالؒ قائلینِ اتمام کا استدلال نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''قالوا: وفی قول عمر بن الخطابؓ لأھل مکة: أتموا صلاتکم ما أغنی أن یقول ذلک بمنی'' (شرح صحیح البخاری لابن بطال، ج:۳،ص:۶۹)

ترجمہ:۔''حضرت عمر بن خطابؓ کا اہل مکہ کے لئے اتمام صلوۃ کا اعلان دوبارہ منیٰ میں اتمام کے اعلان کرنے سے مستغنی کردیتا ہے''۔

رہا امام مالکؒ کا یہ فرمانا کہ منیٰ میں اہل مکہ کے لئے اتمام کا اعلان ہمیں نہیں پہنچا، اس کے متعلق

چند گزارشات عرض خدمت ہیں:

ا......اگر امام مالکؒ کو اس کا صریح اعلان نہیں پہنچا تو یہ عدم علم ہے اور عدم علم، علم بالعدم کی دلیل نہیں ہوتا، اگر ایک چیز کے موجود ہونے کا علم نہ ہو تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ چیز موجود ہی نہیں، بعض دفعہ ایک چیز موجود ہوتی ہے، لیکن اس کا علم نہیں ہوتا۔

اہل مکہ کے لئے منیٰ میں قصر کے قائلین یہ مانتے ہیں کہ اہلِ منیٰ منیٰ میں، اہلِ عرفات، عرفات میں، اہلِ مزدلفہ، مزدلفہ میں اتمام کریں گے، تو کیا اس کا اعلان منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں سرور کائنات ﷺ اور خلفاء راشدینؓ نے کیا ہے؟ اگر بغیر اعلان کے ان لوگوں کے لئے آپ حضرات اتمام کے قائل ہیں، تو اہل مکہ کے لئے اتمام کا اعلانِ عام مکہ میں ہو چکا ہے، لہذا رسول اللہ ﷺ اور خلفاء راشدینؓ کے اس اعلانِ عام اور حکمِ عام کے بعد اہل مکہ کے لئے مقاماتِ حج میں اتمام تسلیم کر لینا چاہئے۔ اور اگر آپ اسی پر بضد ہیں اور مصر ہیں کہ منیٰ میں اہل مکہ کے لئے اتمام کی صریح دلیل پیش کریں تو وہ بھی ملاحظہ کیجئے:

حدیث نمبر:٦

”أخبرنا محمد قال: أخبرنا سوید بن إبراهیم الهذلی عن قتادة بن دعامة السدوسی أن عمر بن الخطابؓ صلی بمکة رکعتین ثم قال: یا أهل مکة! إنا سفر فأتموا، ثم صلی بمنیٰ رکعتین، ثم صلی بعرفة رکعتین، ثم قال: یا أهل مکة! إنا سفر فأتموا“. (کتاب الحجة للامام محمد، ج:٢،ص:٤٦٩)

ترجمہ:۔”امام محمد، سوید بن ابراہیم ہذلی، قتادہ بن دعامہ کی سند روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے مکہ میں دو رکعتیں پڑھا کر اعلان کیا: اے اہل مکہ! ہم مسافر لوگ ہیں، تم اپنی نماز پوری کرلو، پھر حضرت عمر بن الخطابؓ نے منیٰ اور عرفہ میں بھی دو رکعتیں پڑھا کر اعلان کیا: اے اہل مکہ! ہم مسافر لوگ ہیں، تم اپنی نماز پوری کرلو۔

حضرت عمرؓ کے اس اثر میں صراحت ہے کہ اہل مکہ منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں پوری نماز پڑھیں گے، حضرت عمرؓ نے منیٰ اور عرفات میں اہل مکہ کے لئے یہی اعلان کیا تھا۔

فائدہ:

اگر چہ یہ اثر مرسل ہے، کیونکہ قتادہ تابعی کی حضرت عمرؓ سے لقاء ثابت نہیں، تاہم یہ حجت ہے، کیونکہ شرح صحیح مسلم کے مقدمہ کے اندر امام نوویؒ مرسل کی بحث میں لکھتے ہیں:

''ومذهب مالكؒ وابی حنيفةؒ واحمدؒ وأكثر الفقهاء أنه يحتج به ومذهب الشافعیؒ أنه اذا انضم إلى المرسل ما يعتضده احتج به بأن يروى أيضاً مسنداً أو مرسلا من جهة أخرى أو يعمل به بعض الصحابةؓ أو أكثر العلماء'' (مقدمہ شرح مسلم، ص:۱۷)

ترجمہ:۔''امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور اکثر فقہاءؒ کے نزدیک مرسل حجت ہے اور امام شافعیؒ کا مذہب یہ ہے کہ مرسل تب حجت ہوگی جب چار چیزوں میں سے ایک کے ساتھ وہ قوی ہو جائے:۱......یا حدیث مرفوع متصل کے ساتھ اس کی تائید ہو جائے۔۲......یا دوسری مرسل روایت کے ساتھ اس کی تائید ہو جائے۔ ۳......یا اس مرسل پر بعض صحابہؓ کا عمل ہو۔۴......یا اکثر علماء کا اس پر عمل ہو''۔

اگر قتادہؒ کی اس مرسل روایت کو اس مذکورہ بالا معیار پر پرکھا جائے تو وہ یقیناً حجت ہے، کیونکہ امام حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام احمدؒ کے نزدیک مرسل حجت ہوتی ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک مرسل روایت کی حجیت کے لئے کچھ شرائط ہیں، لیکن ان شرائط کے مطابق بھی یہ حجت ہے، کیونکہ صحابہ کرامؓ میں سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور تابعین میں سے مجاہدؒ، عطاء بن ابی رباحؒ، زہریؒ، ابن جریجؒ، سفیان ثوریؒ منیٰ میں اتمام کرتے تھے۔(ان کے آثار آگے آرہے ہیں)

شرح السنة للامام بغویؒ ج:۴،ص:۱۸۳ میں ہے:''وأكثر أهل العلم على أنّ أهل مكة لاقصر لهم بمنى''.... ''اکثر اہل علم کا مذہب یہ ہے کہ اہل مکہ منیٰ میں قصر نہ کریں''۔

اور ائمہ اربعہ میں سے امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کا مذہب بھی یہی ہے۔ لیجئے! امام شافعیؒ کی شرائط کے مطابق اس اثر پر بعض صحابہؓ کا عمل ہے اور اکثر علماء کا عمل بھی اسی پر ہے، اس لئے یہ اثر بلاشبہ حجت ہے۔ اور یہ بھی قاعدہ ہے کہ مرسل روایت، متصل روایت کے لئے تفسیر بن سکتی ہے۔علامہ سیوطیؒ تدریب، ج:۲،ص:۲۲۵ النوع التاسع والثلاثون میں لکھتے ہیں:''قال شيخ الإسلام والمرسل يفسر المتصل''.......''شیخ الاسلامؒ نے کہا ہے کہ مرسل روایت متصل کے لئے تفسیر بن سکتی ہے''۔

حضرت عمران بن حصینؓ کی مرفوع حدیث میں اور حضرت عمر فاروقؓ کی موقوف حدیث میں جو اہل مکہ کے لئے اعلان کیا گیا:''يا أهل مكة! أتموا الصلوة فإنا قوم سفر''. یہ اعلان اور یہ حکم منیٰ کو شامل ہے یا نہیں؟ ایک فریق کہتا ہے کہ یہ حکم عام ہے منیٰ، بلکہ عرفات اور مزدلفہ کو بھی شامل ہے۔ دوسرا فریق کہتا ہے کہ یہ حکم خاص ہے، منیٰ کو شامل نہیں، بلکہ منیٰ میں اتمام کی بجائے قصر صلاۃ کا حکم ہے۔ حضرت عمرؓ کے اس صریح اور واضح اثر کی دلیل وقرینہ سے حدیث عمران بن حصینؓ میں پہلا احتمال متعین ہو جاتا ہے، جبکہ فریق ثانی کے پاس منیٰ میں حکم کی اس تبدیلی پر اور پہلے اعلان کے خصوص اور منیٰ کو شامل

نہ ہونے پر کوئی بھی کمزور سے کمزور، صریح اور واضح دلیل نہیں ہے، لہذا یہ اعلان عام ہے جو منیٰ، عرفات اور مزدلفہ کو بھی شامل ہے، اس لئے اہلِ مکہ ان مقامات میں اتمام کریں گے۔

ہم نے منیٰ میں اہلِ مکہ کے لئے اتمام کی صریح دلیل پیش کردی ہے، لیکن قصر کے قائلین پر لازم ہے کہ:

۱...... وہ اہلِ منیٰ کے لئے منیٰ میں اور اہل عرفات کے لئے عرفات میں اور اہل مزدلفہ کے لئے مزدلفہ میں اتمام کے صریح اعلان والی حدیث پیش کریں۔

۲...... اہلِ مکہ کے لئے منیٰ میں قصر کے صریح اعلان والی حدیث دکھائیں۔

۳...... اہلِ مکہ رسول اللہ ﷺ اور خلفاء راشدینؓ کے ساتھ دو رکعتوں پر سلام پھیر دیتے تھے اور رسول اللہ ﷺ اور خلفاء راشدینؓ اہل مکہ کے اس عمل کو جاننے کے باوجود خاموش رہتے۔

۴...... یا آپ ﷺ نے اہل مکہ کو اتمام کے وقت فرمایا ہو کہ مکہ میں اتمام کیا کرو اور منیٰ میں قصر کیا کرو۔

حدیث نمبر ۷:

”قال الشافعیؒ أخبرنا مالکؒ عن نافع عن ابن عمرؓ أنه کان یصلی وراء الإمام بمنیٰ أربعا فإذا صلی لنفسه صلی رکعتین“۔ (معرفة السنن والآثار للبیهقی، ج:۴،ص:۲۶۰۔ مؤطا امام مالکؒ ص:۱۳۳)

ترجمہ:”امام شافعیؒ، امام مالکؒ، نافعؒ کی سند سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ منیٰ میں جب امام کے پیچھے نماز پڑھتے تو چار رکعت پڑھتے اور جب اکیلے پڑھتے تو دو رکعت پڑھتے“۔

امام شافعیؒ نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا:”وهذا یدل علی ان الامام اذا کان من أهل مکة صلی بمنیٰ اربعا“۔ ... ترجمہ:...... ”یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ منیٰ میں جب امام اہل مکہ سے ہو تو وہ چار رکعت پڑھائے گا۔(معرفۃ السنن والآثار، ج:۴،ص:۲۶۱) اس سے بھی ثابت ہوا کہ اہلِ مکہ منیٰ میں چار رکعت پڑھیں گے، اسی طرح جب امام اہل مکہ سے ہوگا تو سب مقتدی بھی چار رکعت پڑھیں گے۔

حدیث نمبر:۸

”عن ابن جریجؒ عن عطاءؒ قال: سألت ابن عباسؓ فقلت: أقصر الصلاة إلی عرفة أو إلی منی قال: لا“ (مصنف عبد الرزاق، ج:۲،ص:۵۲۴)

ترجمہ:.”ابن جریجؒ سے روایت ہے کہ عطاء بن ابی رباحؒ نے حضرت عبد اللہ بن

عباسؓ سے پوچھا میں عرفہ یا منیٰ تک جاؤں تو قصر کروں؟ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے جواب دیا قصر نہ کرو“۔

حدیث نمبر: ۹

”عن عمرو بن دينارؒ عن عطاءؒ قال: سألت ابن عباسؓ أقصر الصلاة إلى عرفة؟ قال: لا، قلت إلى منى؟ قال: لا“ (ایضاً...... ج:۲، ص:۵۲۴)

ترجمہ: ”عمرو بن دینار سے روایت ہے، عطاء بن ابی رباحؒ کہتے ہیں، میں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے پوچھا کیا میں عرفہ جاؤں تو قصر کروں؟ حضرت ابن عباسؓ نے نفی میں جواب دیا۔ میں نے کہا اگر میں منی تک جاؤں؟ فرمایا قصر نہ کرو“۔

حدیث: ۱۰

”عن يحىٰ بن أبى كثيرؒ قال: سأل رجل ابن عباسؓ، فقال: أقصر الصلاة إلى منىٰ؟ قال: لا، قال: فإلى عرفة؟ قال: لا“ (ایضاً...... ج:۲، ص:۵۲۴)

ترجمہ: ”یحیٰ بن ابی کثیر راوی ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے پوچھا: کیا میں منیٰ تک جاؤں تو نماز میں قصر کرسکتا ہوں؟ فرمایا نہیں۔ اس نے کہا کہ میں عرفہ تک جاؤں تو قصر کرسکتا ہوں؟ فرمایا نہیں“۔

حدیث: ۱۱

”عن عثمان بن الأسودؒ عن عطاءؒ و مجاهدؒ قالا: ليس على أهل مكة قصر في الحج“ (تحفة الاخيار، ج:۲، ص:۳۹۴، مصنف ابن ابى شيبة، ج:۲، ص:۳۳۹)

ترجمہ: ”حضرت عثمان بن اسودؒ سے روایت ہے کہ عطاءؒ اور مجاہدؒ فرماتے ہیں، حج میں اہل مکہ پر قصر نہیں ہے“۔

حدیث: ۱۲

”عن عبيد الله بن عمرؒ قال: كان عطاءؒ و الزهريؒ يقولان: يتمّون“.

(مصنف ابن ابى شيبة، ج:۴، ص:۲۹۲)

ترجمہ: ”عبید اللہ بن عمرؒ فرماتے ہیں کہ عطاءؒ اور زہریؒ فرماتے ہیں: لوگ (منیٰ میں) اتمام کریں“۔

حدیث:۱۳

''عن عبد الله بن الزبيرؒ قال: سمعت الوليد بن مسلمؒ يقول: كان محمد بن ابراهيمؒ والي مكة كتب إليه أن يصلي بالناس الموسم فسأل سفيان الثوريؒ ومالك بن أنسؒ عن الصلاة بمنىٰ وعرفات فأمره مالكؒ أن يقصر وأمره سفيان الثوريؒ أن يتم ، فأخذ بقول مالكؒ وترك قول سفيانؒ، قال الوليدؒ: فحضرت سفيان الثوريؒ وابن جريجؒ يصليان معه ، فأما ابن جريجؒ فقام ، فبنى على صلاته فأتمها أربعاً وأما سفيان الثوريؒ فقام فأعاد الصلاة فصلى أربعاً'' (معرفة السنن والآثار للبيهقي، ج:۴،ص:۲۷۹)

ترجمہ: ''عبداللہ بن زبیر حمیدی کہتے ہیں: میں نے ولید بن مسلمؒ سے سنا، انہوں نے فرمایا کہ محمد بن ابراہیم امیر مکہ نے ولید بن مسلم کو حکم دیا کہ وہ موسم حج میں لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ ولید بن مسلم نے سفیان ثوریؒ اور مالک بن انسؒ سے پوچھا کہ وہ منیٰ اور عرفات میں نماز کیسے پڑھائیں؟ امام مالکؒ نے اس کو قصر کا حکم دیا اور سفیان ثوریؒ نے اتمام کا حکم دیا، ولید بن مسلمؒ نے امام مالکؒ کے قول پر عمل کیا اور سفیانؒ کے قول کو چھوڑ دیا۔ ولید بن مسلمؒ کہتے ہیں کہ میں نے سفیان ثوریؒ اور ابن جریجؒ کو دیکھا کہ وہ اس کے ساتھ نماز دو رکعت پڑھتے ہیں، دو رکعت پڑھ کر ابن جریجؒ کھڑے ہوگئے، انہوں نے دو رکعت مزید پڑھ کر چار رکعتیں پوری کیں اور سفیان ثوریؒ نے کھڑے ہوکر پوری نماز کو دہرایا اور چار رکعت نماز پڑھی''۔

فائدہ:

''......ابن جریجؒ اور سفیان ثوریؒ صغار تابعین میں سے ہیں اور وہ منیٰ اور عرفات میں اتمام صلاۃ کے قائل اور فاعل تھے۔ ابن جریجؒ، مجاہدؒ اور عطاءؒ تینوں تابعی اور مکی ہیں، ان کا فتویٰ اہل مکہ کے بارے میں اتمام کا ہے اور اہل مکہ کے عمل کو علماء اہل مکہ زیادہ بہتر جانتے ہیں، ان میں سے عطاء بن ابی رباحؒ نے دوسو صحابہؓ سے ملاقات کی ہے، اہل مکہ کے یہ سب سے بڑے مفتی ہیں، انہوں نے ستر سے زائد حج کئے ہیں۔ امام محمد بن علی باقر المدنیؒ، ابوحازم سلمہ بن دینار المدنیؒ، خصیف الحضرمیؒ، قتادہ البصریؒ ان سب نے عطاءؒ کے بارے میں کہا ہے: ''أعلم الناس بمناسك الحج'' کہ لوگوں میں احکامِ حج کو سب سے زیادہ جاننے والے عطاء بن ابی رباحؒ ہیں''۔ (تہذیب الأسماء، ج:۱،ص:۴۶۸۔ تہذیب الکمال، ج:۲۰،ص:۷۷۔ تہذیب التہذیب، ج:۷،ص:۲۰۰، ۲۰۱۔ تاریخ دمشق ج:۴۰،ص:۳۸۳، ۳۸۴)

فتاویٰ امام احمد بن حنبلؒ:

ا:.....''قال: سألت ابی هل یصلی الرجل بصلاة الإمام بعرفة والإمام من أهل مكة؟ فقال: ینبغی له أن یتم الصلاة''

(مسائل احمد بن حنبل روایة ابنه عبد الله، ج: ا، ص: ۲۳۰)

ترجمہ: .'امام احمد بن حنبلؒ کے بیٹے عبداللہ کہتے ہیں: میں نے اپنے باپ سے پوچھا: جب عرفہ میں امام اہل مکہ میں سے ہو تو کیا مقتدی امام کی طرح (چار رکعت) نماز پڑھے؟ امام احمد بن حنبلؒ نے جواب دیا: اس کو مناسب یہی ہے کہ وہ پوری نماز پڑھے''۔

فائدہ:

اس فتوے سے دو مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ اہلِ مکہ عرفات میں پوری نماز پڑھیں گے، جب عرفہ میں اہلِ مکہ کے لئے پوری نماز پڑھنے کا حکم ہے تو منی اور مزدلفہ میں تو بطریق اولیٰ پوری نماز پڑھیں گے۔ دوسرا یہ کہ جب منیٰ، عرفہ اور مزدلفہ میں کی امام اتمام کرے گا تو مقتدی اہل مکہ ہوں یا غیر اہل مکہ سب اتمام کریں گے۔

۲.....''فان أمر علی الموسم رجل من أهل مكة أو هو مقيم بها فمن صلی خلفه من أهل مكة بمنی أو بعرفات فقصر الأمير المكی الذی من أهل مكة، فإن أهل مكة يعيدون صلاتهم ويتمون''. (ایضاً ص: ۲۳۱)

ترجمہ: .''عبداللہ بن احمد کہتے ہیں، میرے باپ امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا: اگر حج کے موسم میں اہل مکہ سے کسی آدمی کو امیر بنایا گیا یا اس آدمی کو جو باہر سے آکر مکہ میں مقیم ہوگیا، اس مکی امام نے منی یا عرفات میں نماز پڑھائی اور نماز میں قصر کی تو جو مقتدی اہلِ مکہ ہیں، وہ نماز کو لوٹائیں اور پوری نماز پڑھیں''۔

فائدہ:

اس فتوے سے معلوم ہوا کہ اگر اہل مکہ منی اور عرفات میں قصر کریں گے تو ان کی نماز جائز نہ ہوگی، وہ نماز دوبارہ پڑھیں اور پوری نماز پڑھیں۔

۳.....''قال أبی: وإذا كان رجل مقيم بمكة عشراً أو أكثر، فخرج يحج، فإن كان يريد أهله بالعراق أو بالمدينة قصر الصلاة بمنی وعرفة فإن أراد الرجعة بمكة ليقيم بها أتم بعرفة وبمنی''. (ایضا ص: ۲۳۱)

ترجمہ: .'عبداللہ بن احمد کہتے ہیں: میرے باپ نے کہا: جب کوئی باہر کا آدمی مکہ

میں دس یا دس سے زیادہ دن مقیم ہو جائے، پھر وہ حج کے لئے نکلے تو اگر مکہ سے نکلتے وقت اس کا ارادہ اپنے گھر کا ہے جو عراق یا مدینہ میں ہے (مثلاً) تو وہ منی اور عرفہ میں قصر کرے گا اور اگر اس کا ارادہ ہے لوٹنے کے بعد مکہ میں اقامت کرنے کا تو وہ منی اور عرفہ میں پوری نماز پڑھے گا''۔

۴..... ''قيل لأبي عبد الله فرجل أقام بمكة ثم خرج إلى الحج، قال إن كان لايريد أن يقيم بمكة إذا رجع صلى، ثم ركعتين وذكر فعل ابن عمرؓ، قال: لأن خروجه إلى منى وعرفة ابتداء سفر فان عزم على أن يرجع فيقيم بمكة أتم بمنى وعرفة''. (المغنی، ج:۱،ص:۱۰۴)

ترجمہ:...... ''ابوعبداللہ یعنی امام احمد بن حنبلؒ سے پوچھا گیا کہ باہر سے آیا ہوا ایک آدمی مکہ میں مقیم ہوا، پھر وہ حج کے لئے نکلا تو وہ منی، عرفہ میں قصر کرے گا یا اتمام؟ حضرت امام احمدؒ نے جواب دیا کہ اگر حج کے بعد اس کا مکہ میں اقامت کرنے کا ارادہ نہ ہو تو وہ منی وعرفہ میں دو رکعتیں پڑھے گا اور امام احمدؒ نے دلیل کے طور پر حضرت ابن عمرؓ کے فعل کا ذکر کیا۔ نیز اس لئے بھی قصر کرے گا کہ اس کا منی وعرفہ کی طرف نکلنا اپنے واپسی کے سفر کی ابتداء ہے اور حج سے لوٹنے کے بعد مکہ میں اقامت کا ارادہ ہو تو وہ منی اور عرفہ میں پوری نماز پڑھے گا۔

فتویٰ الشیخ الشنقیطی:

شیخ شنقیطی کی تحقیق یہ ہے کہ مکہ، منیٰ، عرفات اور مزدلفہ کی عمارات تقریباً متصل ہیں، حتی کہ یہ مقامات اہل مکہ کا مسکن بن چکے ہیں، اس لئے احتیاط اس میں ہے کہ عرفہ اور مزدلفہ میں جمع بین الصلوتین پر عمل کیا جائے، نسک حج ہونے کی وجہ سے اور اتصال عمارات کی وجہ سے نماز میں اتمام کیا جائے، تاکہ اختلاف سے نکل جائیں۔ شیخ فرماتے ہیں:

''فالمشكلة الآن اتصل البناء فاصبحت الأرض سكنا لأهل مكة ولذلك أرى أن يحتاط وأن يخرج من خلاف العلماء وإن جمع تجمع للنسك في يوم عرفة وتجمع للنسك ايضا ليلة مزدلفة لو رود السنة بها فإذا جمعت للنسك فلاحرج، لكن إتمام الصلوة يعتبر خروجا من الخلاف''. (شرح زاد المستنقع، ج:۷،ص:۲۰)

ترجمہ:...... ''اب مشکل یہ ہے کہ عمارات اتنی متصل ہو چکی ہیں کہ اہل مکہ کے لئے یہ زمین مسکن بن چکی ہے، اس لئے میری رائے یہ ہے کہ احتیاط کی راہ

اختیار کی جائے اور علماء کے اختلاف سے نکلا جائے اور عرفہ ومزدلفہ میں دونمازوں کونسک حج کے طور پر جمع کیا جائے، کیونکہ عرفہ اور مزدلفہ میں جمع بین الصلوتین سنت سے ثابت ہے اور نسکِ حج کی وجہ سے نمازوں کو جمع کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اسی طرح اتمام صلوۃ کو اپنا کر اختلاف سے نکلا جائے۔

فتوی محمد بن صالح العثیمین:

الشیخ عثیمین منی کے متعلق لکھتے ہیں: ''**لأن البیوت اتصلت بها وصارت كأنها حي من أحياء مكة ، فالأحوط لاهل مكة بمنى أن يتكوا الصلوة**'' ...... ''مکہ اور منی کی عمارات اس طرح متصل ہو چکی ہیں کہ گویا منی مکہ کا ایک محلہ ہے، پس اہلِ مکہ کے لئے زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ وہ منی میں نماز پوری پڑھیں (جلسات الحج، ج:۱،ص:۱۸)

حدیث حارثہ بن وہب:

قال (حارثة بن وهب): صليت مع رسول الله ﷺ بمنى والناس أكثر ما كانوا ، فصلى بنار ركعتين في حجة الوداع'' (سنن ابی داؤد، ج:۱،ص:۲۷۰)

ترجمہ: ''حارثہ بن وہبؓ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منی میں نماز پڑھی اور پہلے جتنے لوگ ہوتے تھے، اب ان سے زیادہ تھے، پس آپ ﷺ نے حجۃ الوداع میں دو رکعتیں پڑھائیں''۔

مالکیہ کہتے ہیں حارثہ بن وہبؓ مکہ میں مقیم تھے، اس کے باوجود انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے دو رکعتیں پڑھی ہیں، یعنی قصر کی ہے، معلوم ہوا کہ اہل مکہ منی میں قصر کریں گے۔

اس کا اولاً جواب یہ ہے کہ اس حدیث سے مذکورہ دعوی پر استدلال تین امور پر موقوف ہے:

۱...... حارثہ بن وہبؓ دو رکعت حجۃ الوداع کے موقع پر مکہ میں مقیم تھے۔

۲...... حارثہ بن وہبؓ نے دو رکعت پر سلام پھیر دیا تھا۔

۳...... حارثہ بن وہبؓ کے مقیم ہونے کا اور دو رکعت پر سلام پھیرنے کا رسول اللہ ﷺ کو علم ہو گیا تھا، اس کے باوجود آپ ﷺ نے سکوت کیا، لیکن ان تین امور میں سے کسی ایک بات کی بھی کسی حدیث میں صراحت نہیں دکھائی جاسکتی۔

ثانیاً: جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں امام کے دو رکعت پڑھانے کا ذکر ہے، لیکن مقتدیوں اہل مکہ اور غیر اہل مکہ (جن میں اہل منی بھی شامل ہیں) نے کتنی رکعات پڑھی ہیں؟ اس کا کوئی ذکر نہیں، جبکہ یہ حدیث دلیل تب بن سکتی ہے کہ اس میں مقتدیوں کی رکعات کی تعداد صراحتاً مذکور ہو۔